479

انتخاب

دیوان ہوس

از تصنیف مرزا محمد تقی مرحوم ہوس لکھنوی شاگرد رشید میاں مصحفی

مرتبہ

سید فضل الحسن حسرت موہانی بی۔ اے۔ اڈیٹر اردوی معلی علی گڑھ

جسکو

محمد عبداللطیف پرنٹر نے

مطبع فیض عام واقع علی گڑھ میں چھاپا

حسرت موہانی پبلشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مہر معنی میں نے جب کاغذ پہ نور افشاں کیا
مطلع صبح قیامت مطلع دیواں کیا

اک تبسم کو نہ فرصت لب تک آنے کی ملی
کسقدر اُس گل نے پاس خوبی دنداں کیا

سحر کاری خامۂ صنعت کی اُسکی دیکھیے
غنچہ دل تنگ کو جس نے گل خنداں کیا

در تلک اُس کے نہ پہنچا نقش پا کیطرح آہ
ناتوانی نے مجھے حسرت کش درباں کیا

خامہ مانی ہوس کا کیوں نہو حیران کار
صفحہ کاغذ کو تو اس نے نگارستان کیا

الا ان توکلت علی اللہ تعالے

اے عشق قدم ابتو تری راہ میں ڈالا
ہوں پردۂ اسرار کا میں جھانکنے والا

سب راز نہاں عشق کا مجھپر تو عیاں ہے
نیرنگی الفت نے عجب رنگ نکالا

آنکھوں سے لہو آنے لگا اشک کی جاگہ

اے جوشش جنوں آبلوں کو پاؤں کے میرے
لذت تو ذرا خار مغیلاں کی چکھالا

رحمت ہے جو ہوس تجھکو کہ یہ بار محبت
افلاک سے جب اُٹھ نہ سکا تو نے سنبھالا

مسی سے لب ہے رنگیں اس غیرت چمن کا
اندیشہ ماہ نو کو کیونکر نہو گہن کا

اُڑ جائے نور اُس کا ہو منہ سحر کا کالا
نقشہ بگاڑ ڈالا مستوں کی انجمن کا

ہوا ہے بلبل افسردہ خاطروں کی
تسکین صبح سرما گر ہو دہان دہن کا

لاکھوں ہے مرقع گلشن میں عکس رخ سے
جو برگ یاسمن تھا آئینہ تھا چمن کا

یاد آئے گی ہوس کو بالوں کی بو کسی کی
مرقد پہ اُس کے لانا مت پھول یاسمن کا

چشم شوخ یار میں سرمہ نہیں جل ہو گیا
رنگ مژگاں چھوٹکر آنکھوں کا کاجل ہو گیا

درد سر صاحبو اُن کی بلا ہو آشنا
رنگ پیشانی جہاں ماتھے کا صندل ہو گیا

شغل شب تنہائی کس سے کہیں ہم اپنا
دو چار گھڑی رو کر بہلاتے ہیں ہم اپنا

اپنے تئیں جو جھوٹا سمجھے وہ قسم کھائے
ہم تو تجکو دینگے کیا کھاکے قسم اپنا

خواہش نہ بقا کی تھی نہ خوف فنا ہم کو
ہستی سے ہوس اپنی بہتر تھا عدم اپنا

تمنے ظاہر میں گلے لگنے کا انکار کیا ۔۔۔ خواب میں ہمنے تمہیں دیر تلک پیار کیا

دھوپ قسمت کی تری کوچہ میں سر سے ڈھلگئی ۔۔۔ لمعۂ حسن نے کم سایۂ دیوار کیا

شرم کی اوٹ میں سب کام بنا جاتا تھا ۔۔۔ ذوق بے پردہ نے رسوا سر بازار کیا

پیچ ڈالا ہے مجھے ہاتھ خوش اسلوبوں کے ۔۔۔ اس کا بندہ ہوں انہیں جسنے طرحدار کیا

خون کا دعوی نہیں محشر میں بھی قاتل ہوش ۔۔۔ میں مکر جاؤنگا اس نے اگر اقرار کیا

بھکتا پاؤں مستی میں نہ گر میرے شرابی کا ۔۔۔ نہ پڑتا کان میں مستوں کے جھنکا رگلابی کا

گو ہوش یاران رفتہ کا بہت ماتم کیا ۔۔۔ حق صحبت یاد کر جو کچھ کیا سو کم کیا

جب گواہ پاک دامانی نہ پایا شرم نے ۔۔۔ چشم حیرت کو حریم عصمت مریم کیا

ہوں فنا لیکن فرو لاوے نہ سر نازک مزاج ۔۔۔ گردن مینا کو بار چرخ نے کب خم کیا

مانع گفتار رکھی گئی ہے حیا کمسن بیخودی ۔۔۔ دو گھڑی اس سے قضا نے گو ہمیں باہم کیا

ہوں میں وہ عاشق ہوس کشتہ لیجیو میری قبر پر ۔۔۔ سورۂ اخلاص معشوقوں نے پڑھ کر دم کیا

میں یاد یہ پھیا ہمیں مشتاق چمن کا ۔۔۔ دیکھا ہی نہیں لطف گل و سرو و سمن کا

اے ہمسفراں بہر خدا یاد دلا دو ۔۔۔ غربت میں ہمیں بھول گیا نام وطن کا

اے دست جنوں کچھ تو موئے پر بھی مدد کر ۔۔۔ بدنامی وحشت ہے گریبان کفن کا

دیوانہ ترا ضعف کی دولت سے غنی ہے ۔۔۔ زنجیر کا محتاج نہ پابند رسن کا

کیوں درد نہو نالۂ مرغان قفس میں ۔۔۔ سیکھے ہیں ہوس مجھسے یہ انداز سخن کا

نزع میں گر دم ہمارا تن سے رخصت مانگتا ۔۔۔ عشق خوبان جہاں تھوڑی سی مہلت مانگتا

بس مرا ہوتا تو تخمیر گل معشوق کو ۔۔۔ [illegible] ہمارے قطرہ ہائے آب [illegible] مانگتا

حسرت دیدار کچھ کرتی اگر میری مدد ۔۔۔ ضعف سے ایک دو قدم چلنے کی طاقت مانگتا

بے تمیزی میں جنوں کی باغ کو جاتے ہیں ہم ۔۔۔ دیدۂ زنجیر نرگس سے بصارت مانگتا

حسن کو ہوتی ہجوم عاشقاں کی گر خبر ۔۔۔ تو جلوخانہ کو صحرائے قیامت مانگتا

وقت خونباری ہوس ان چشم کی آمیت ۔۔۔ یوسف گلگوں قبا کی رنگ حسرت مانگتا

جب اس کے لعل لب نے لعل کو کم رنگ ٹھہرایا ۔۔۔ نزاکت نے گلو کی صاف شیشہ سنگ ٹھہرایا

تعجب کی جگہ یہ ہی کہ اعجاز محبت سے
خس مژگاں پنبہ میں نے تنک آتش رنگ ٹھرایا

اُڑا جاتا ہی رنگ قفس تو ہر لحظہ صدموں سے
مصور نے ورق پر کیونکر اُسکا رنگ ٹھرایا

نہیں ہی طینت اہل صفا میں جا کدورت کی
وہ نابینا ہے نہیں نے آئینہ میں زنگ ٹھرایا

نہیں پروائے تخت سلطنت ہم خاکساروں کو
گماں میں اپنے فرش خاک کو اورنگ ٹھرایا

ہمیشہ ناخن دست جنوں کاوش جو رکھتا ہی
رگ جاں کو میرے کیا اُس نے تار چنگ ٹھرایا

ہمارے نام سے دیکھا تو نفرت کو بھی نفرت ہے
ہمیں سوائی الفت نے ننگ ننگ ٹھرایا

سریع السیر تھا از بس میں صحرائے محبت کا
مری سرعت نے سو فرسنگ کو اک فرسنگ ٹھرایا

ہوس پھر کیجئے اب قصد صید طائر مضموں
خیال شاہباز طبع نے یہ ڈھنگ ٹھرایا

مزاج عشق نے ہستی کا عرصہ تنگ ٹھرایا
قدم سے ہی گذر جانے کا جب آہنگ آیا

جو اُڑتا تو گماں طاقت کا ہوتا ہمصفیروں کو
ہجوم ضعف نے چہرے پہ میرے رنگ ٹھرایا

چلا جب صبح ہوتے قافلہ باد بہاری کا
تو گلبانگ شکست رنگ گل کو زنگ ٹھرایا

جسے کہتے ہیں دل ہی اس میں دونوں کی صفائی
یہ حسن و عشق نے اپنا مقام جنگ ٹھرایا

جہاں یاقوت لب کو اُسکے رکھتے تھے ترازو میں
مقیم عشق نے وہاں لعل کو پاسنگ ٹھرایا

تری تصویر کا خاکا نظر آیا جو مانی کو
تو نیرنگی کو اُس کے عالم نیرنگ ٹھرایا

زبان طاعناں سے اے ہوس کیونکر بچیں کیا ہو
جنوں عشق نے ہمکو حریف ننگ ٹھرایا

میں کہا بولنا شب غیر سے تھا تمکو کیا
مسکرا کہنے لگا شوق مرا تم کو کیا

جو کہا میں کہ برے طور نکالے تمنے
پھیر کر منہ کو لگا کہنے بھلا تم کو کیا

شکوہ اس بت سے جفا کا جو کیا میں تو کہا
تم تو دنیا میں ہو اک اہل وفا تم کو کیا

درد سر دشمنوں کے اُنکے ہوا رات سو میں
جو ہیں گھبرا کے یہ پوچھا تو کہا تم کو کیا

تان کر منہ پہ دوپٹہ بدم سرد کہا
تم لگے پوچھنے کیوں حال مرا تم کو کیا

ہر گھڑی تم جو ملامت مجھے کرتے ہو ہوس
آپ میں دام محبت میں پھنسا تمکو کیا

شوق خراش خار سے دل میں رہگیا
پائے تلاش پہلی ہی منزل میں رہگیا

میں زمزمہ سرا تو چمن سے گیا ولے
افسانہ اک گروہ عنادل میں رہگیا

زنجیر موج پانوں میں آکر لپٹ گئی
طوفانیونکا دہیان ہی ساحل میں رہگیا

تصویر اس کی کیسے کہینچے مانی خیال
حیران جسکی شکل و شمائل میں رہگیا

کام اپنا تو تمام کیا یاس نے ہوش
جی اشتیاق خنجر قاتل میں رہگیا

ہم سے وارفتۂ الفت ہیں بہت کم پیدا
ہاتھ سے کہو نہ ہمیں ہونگے نہ پہر ہم پیدا

التیام اسکا جو ہی لطف بتاں پر موقوف
زخم دل کا مرے ہوتا نہیں مرہم پیدا

بد نہ کہہ بد کو کہ صناع بد و نیک ہے ایک
خار و گل ہوتے ہیں اک شاخ سے باہم پیدا

نہیں ابرو ترے رخسار کی سجدے کیلیے
عکس انگشت شہادت نے کیا خم پیدا

میں بھی ہوں باعث ایجاد ہوش اک شے کا
میری خاطر سے خالق نے کیا غم پیدا

اگرچہ ہجر کا ڈر وصل یار میں بھی تھا
پہ کچھ قرار دل بیقرار میں بھی تھا

اٹھا جو خاک رہ قیس سے بگولا سا
اک اضطراب سا پیدا غبار میں بھی تھا

اگرچہ آج ہے بالیں سنگ و بستر خاک
کبھی تو سر مرا آغوش یار میں بھی تھا

زبسکہ تھا مجھے خطرہ تنک مزاجی کا
بگڑ ہی جانے کا ڈر اسکے پیار میں بھی تھا

رواں ہیں اشک میرے جسطرح بجوش و خروش
یہی سماں کبھی ابر بہار میں بھی تھا

زبسکہ آٹھ پہر تھا مجھے تصور یار
مزا وصال کا اک انتظار میں بھی تھا

گزشتگاں کے زمانے کا تم نہ وصف کرو
یہی غم و الم اُس روزگار میں بھی تھا

ہوش کا دل ترے جانے سے اب ہے منزل غم
کبھی خوشی کا گذر اس دیار میں بھی تھا

تیرے کشتہ نے ہمیں زور چمن دکھلایا
عرق خون ناب ہر اک تار کفن دکھلایا

اڑ گئی تازگی رنگ رخ لالہ و گل
کسنے چھاتی کا انھیں داغ کہن دکھلایا

قیس آوارہ کی غربت میں کٹی ساری عمر
پہر فلک نے نہ اسے روئے وطن دکھلایا

بعد اک عمر کے بارے فلک کجرو نے
دل کو پہر از سر نو حسن دمن دکھلایا

اے ہوش فرش بچھے وصل کا سامان ہوا
اہل خدمت نے بزم شمع لگن دکھلایا

بلبل نے کڑھایا نہ غم گل نے رولایا
ہمکو تو فقط اُس کے تغافل نے رولایا

ساقی جو نہ تھا یار تو شب مجلس مے میں
تا صبح مجھے شیشہ کے قلقل نے رولایا

گلشن میں بہار آئی ہے گل جام بکف ہیں — اس فصل میں ساقی کے تساہل نے رولایا
مجلس میں نہ دیکھا جو مجھے ہمدم مستاں — میخوار دنکو رو رو قدح مل نے رولایا

دین و دل جس کے غم ہجر میں برباد کیا — ہائے بھولے سے کبھی اس نے نہ ہمیں یاد کیا
جس سے گل خون میں ڈوبا قفس اے مرغ اسیر — تو نے پھر آج وہی زمزمہ بنیاد کیا

عشق بتاں برہمن نے کیا مجھکو فقط حیران کیا — تھا جو مجموعہ دل شدگانکا سبب ایمان کیا
گل جو وہ گلگوں برزدہ داماں نازسے گزرا گلشن میں — اڑ گئی رنگ گل کی نزاکت خوب جو ہیں نے دیکھا یکتا
برق نگہ جانسوز عالم خنجر ابرو تیر مژہ — قتل کا اک بیکس کے حیلے کیوں اتنا سامان ہو گیا
جرم محبت غیر کا رکھکر مارا مجھکو اس بت نے — قتل کیا تو خوب کیا پر ناحق یہ بہتان کیا
وصل میں ڈر ہے انکا ہر دم ہجر میں روتے رہتے ہیں — ہمکو تو بیتابی دل نے آہ بہت حیران کیا
آوے اگر تو انکے گھر تو کیا یہ تیرے نذر کریں — ایک ہوس دل رکھتے تھے سو آگے ہی قربان کیا

جگر پہ داغ ہوا یار کی جدائی کا — یہ داغ جی سے نہ جاوے گا آشنائی کا
بہ رنگ غنچہ زباں لال ہو گئی میری — بیان کر نہ سکا تیری بیوفائی کا
پھنسا ہے زلف میں اس شوخ کے ہمارا دل — سبب نظر نہیں آتا کوئی رہائی کا
بھرے ہے دیدہ پرخوں میں اسکے دست نگار — مژہ پہ رنگ ہے اس پنجہ حنائی کا
ہوس کہوں ہوں میں عشق شراب شاہد — مجھے گھمنڈ نہیں اپنی پارسائی کا

مژدہ یہ صبا اس بت بیباک کو پہنچا — پے دود دل سوختہ افلاک کو پہنچا
پیغام زبانی تو نصیبوں میں کہاں تھا — نامہ بھی نہ تیرا اس غمناک کو پہنچا
خوں ریز ہیں ہر فندق دست اسکی ہے مریخ — کب ترک فلک اس بت سفاک کو پہنچا
صد چاک کیا پیرہن گل کو صبا نے — جب وہ نہ تری خوبی پوشاک کو پہنچا
صحرا میں ہوس خار مغیلاں کی مدد سے — اے ہے مرا خوں ہر خس و خاشاک کو پہنچا

گئے جیسے تو فائدہ اتنا ہوا غم عشق کا رنج و محن نہ رہا — ولے کاوش دست جنوں سے رہی ہو کبھی تار کفن نہ رہا
کوئی مونس بیکسی جب نہ ملا تو غزال رمیدہ سے انس کیا — ہمیں بے وطنی نے دیا یہ مزا کہ ذرا بھی خیال وطن نہ رہا
ہو سبزہ خط سے رخ جو عیاں وہ بہار جو آگے تھی اب ہے کہاں — وہی گلشن حسن ملا دخناں وہ ہوا نہ رہی وہ چمن نہ رہا

نسیم اس تک مگر لوٹی گئی تھی کوچہ سے تیرے — معطر ہو گیا ہے جو گل شاداب کا جوڑا
ہوس نے اس غزل سے یوں دیا پیوند رنگینی — بنا وے اہل صنعت جس طرح کمخواب کا جوڑا

مجھے بھی کاش کے اک جرعہ اس میں سے پلادے — ملا تھا خنجر قاتل کو جیسے زہر آب کا جوڑا
قمر نے بام گردوں پر نہایت سر اٹھایا ہے — کسی دن تم بھی پہنوگے شب مہتاب کا جوڑا
کہ اس کی پیشواز سنج لاہی کا یہ عالم ہے — کسی دن دیکھیاں ہو کا دل سیراب کا جوڑا
اگر میری سی شب اس کی بھی ہوگی تو نہ دیکھے گا — کبھی روئے سحر کو خواب میں سرخاب کا جوڑا
ہوا تھا دشت پر گر جنوں میں کیا گذر اسکا — غبار آلود آتا ہے نظر سیماب کا جوڑا

چمک رکھتا ہے یہ اس مہر عالمتاب کا جوڑا — گلے میں ماہ کے ہے نور جس سے آپ کا جوڑا
سیا خیاط قدرت نے میرے کانون سینہ میں — ردائے برق سے میرے دل بیتاب کا جوڑا
پھڑک کر وہ آپ کھائے سخن اہل محفل پر — ہو تر جس سے ہوس ہر ایک شیخ و شاب کا جوڑا

چمن میں دیکھ سنج اس غیرت مہتاب کا جوڑا — جلا ہے رشک سے ہر لالہ سیراب کا جوڑا
بہت خوش آج روح مست میخانہ سے آتی ہے — پہنکر صبح دم بوئے شراب ناب کا جوڑا

سلک گہر تھے مژگاں کب اشک ڈیاں نہ ٹھہرا — جرم نظارہ مجھپر [illegible] گماں نہ ٹھہرا
شب دامن قلق سے بھڑکی جو آتش دل — سیماب ساید نمیں اک استخواں نہ ٹھہرا
برق تبسم اس کی کوندی چمن میں جس جا — بلبل کا شاخ گل پر وہاں آشیاں نہ ٹھہرا
تیر مژہ نے اسکے برباد کر دیا دل — سینہ میں گو بظاہر اسکا نشاں نہ ٹھہرا
تو بھی تو جستجو میں سرگشتہ ہے کسی کی — مجرم مجھی کو ناحق اے آسماں نہ ٹھہرا
جوں شمع تیرے دم سے گرمی ہے انجمن میں — پھر کس طرح ہوس تو آتش زباں نہ ٹھہرا

عہد طفلی سے غم عشق ہے دمساز اپنا — قیس وارفتہ کا انجام ہے آغاز اپنا
پاس ناموس محبت سے کبھو آہ نہ کی — تا دم مرگ کسی پر نہ کھلا راز اپنا
شوق دیدار بتاں ہے گرہ پنجہ یاس — خوف ناکامی سے پرورد ہ [illegible] تھا
عاشق اب حسن پہ اپنے ہے وہ معشوق مزاج — آخر کار وبال [illegible] ہوا ناز اپنا
فن میں گو شاعری کے ہیچ مداں ہوں لیکن — ہے ہوس سب سے جدا شعر کا انداز اپنا

سبک روحوں کا بزم دوستاں میں جی نہیں لگتا
صدائے زنگ کا یہاں کارواں میں جی نہیں لگتا

عدم سے شوق لایا ہے مجھے یہاں تک اسیری کا
میں وہ بلبل ہوں جس کا آشیاں میں جی نہیں لگتا

بت کی بت پرستی اب ہوس اللہ یاد آیا
چلیں کعبہ کو اب ہندوستاں میں جی نہیں لگتا

غفلت ہی میں ہم خوش تھے بیداری کا اک غم تھا
ہنگام شباب اپنا کیا خواب کا عالم تھا

عصمت پہ گل تر کے کیوں شاد نہو بلبل
جو تختہ گلشن تھا سو دامن مریم تھا

لذت دل عاشق کی کیا جانے ہوس کوئی
سوز دل پروانہ اس راز سے محرم تھا

مشت پر بلبل نالاں کے جو برباد ہیں سب
ہاتھ پر ہاتھ دھرے سوچ میں صیاد ہیں سب

اُن تلک پہنچی گی کب بلبل بستاں کی صدا
کہ اسیران قفس گوش بفریاد ہیں سب

حشر کب ہو کہ انہیں یار کو اپنے دیکھیں
منتظر قیس و ہوس وامق و فرہاد ہیں سب

ملی نکلنے کی جب خط یار کو رخصت
کیا خزاں نے چمن سے بہار کو رخصت

ستا نہ ہمکو دم نزع اے تصور یار
چلے ہیں ہو کے ہم اپنے دیار کو رخصت

ہے شرم عشق جو مانع ذرا نہیں ملتی
کراہنے کی مری جان زار کو رخصت

فروغ ہستی موہوم پر نہ بھول ہوس
نہیں ہے وقفہ کی اکدم شرار کو رخصت

کبھی کیونکر مانی سے تصویر وحشت
یہاں ناتوانی سے زنجیر وحشت

گرفتار تیرا ہے دیوانہ تیرا
شکار جنوں ہے نہ نخچیر وحشت

بہار آئی آغاز فصل جنوں ہے
کرو صاحبو جلد تدبیر وحشت

تجبار تن قیس ہو کر بگولا
ہوائیں بھی کرتا ہے تعمیر وحشت

بیاباں کے کانٹے جو تھے آبلوں میں
ہوس پائی پاؤں نے تقدیر وحشت

مت اے نسیم برگ گل یاسمیں اُلٹ
سوتے ہیں اُس جبیں سے دوپٹہ کہیں اُلٹ

یاروں دلا و یاد نہ آ گئی وہ صحبتیں
صدمہ سے جائے گا دل اندوہگیں اُلٹ

بدلی کو چیر چاند سا نکلا تھا وقت صبح
اُسنے دئے جو بال پیارو ہیں اُلٹ

حیرت سے چشم وا ہوئیں اسطرح اے ہوس
جاتی ہیں آنکھیں جیسے دم واپسیں اُلٹ

گلشن میں گئی جلوہ کناں کون پری آج
غلطاں ہے خیاباں میں نسیم سحری آج

کچھ اور دنوں سے ہے فزوں نالۂ بلبل — کیا گل ہے کوئی باغ جہاں سے سفری آج
جا خاک پہ مجنوں کے ہوس بہر زیارت — دل کھول کے رو خوب ہی کر نوحہ گری آج

شب مہ میں جلوۂ مہ چہرہ گیا حور کی طرح — کھب گئی دل میں مرے اس بت مغرور کی طرح
کھول دی مکھڑے پہ جب زلف سیہ فام کے تئیں — بھر گئی آنکھوں میں اپنے شب دیجور کی طرح
گرچہ ہے اک دو قدم راہ عدم ہستی سے — سبب کاہش جاں تھی سفر دور کی طرح
جلوہ دیتا ہے نگاہوں میں شب ہجر مرے — نخل آہ شرر افشاں شجر طور کی طرح
اختیار اپنا نہیں اس بت کافر پہ ہوس — کف افسوس کھڑے ملتے ہیں مجبور کی طرح

کس کے دیوانوں کی گور غریباں آباد — اب نہ صحرا میں ہے رونق نہ گلستاں آباد
سب مسافر ہیں جہاں میں نہیں عالم کو ثبات — چار دن کو رہی یہ منزل ویراں آباد
ہوتی طاقت ہمیں گر سلسلہ جنبانی کی — رکھتے ہم نالۂ زنجیر سے زنداں آباد
کعبہ دل کو تو ویراں کیا اس بت نے — گو رہا مسکن ہر گبر و مسلماں آباد
آہ یکسر وہ ہوئے بادیہ پیمائے جنوں — کبھی دیوانوں سے تھا کوچۂ جاناں آباد
خوب ویاں میں ہوس دیکھ کے ویراں اسکو — دم سے مجنوں ہی کے تھا نجد کا میداں آباد

نہیں ہوس وقت جوش مستی قد خمیدہ سے کچھ حیا کر — بتوں کا بندہ رہیگا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کر
جو چاہتا ہے کہ آشنا ہو تیرا وہ ناآشنائے عالم — کبھی زبان و لب دہانکو نہ حرف مطلب سے آشنا کر
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو — کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر
سعادت دو جہاں ہو حاصل جو باریاب حضور ہوں ہاں — بتاں کے در تک تو ہم بھی پہنچ گئے ہیں خدا خدا کر
کہاں سلیماں کہاں سکندر کہاں ہے جم اور کہاں تھے دارا — یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
بہار ابر و ہوا میں ساقی اندھیری راتوں کا خوف کیا ہے — چراغ داغ جگر سے میرے فروغ خمخانہ تو فضا کر
ہے منہ پہ بیماریوں سے زردی ہوس اگر نیند اچٹ گئی ہے — تصور اسکے میں سو رہو اب بغل کے تکیے گلے لگا کر

تنہا نہیں اجل کا سر انجام دوش پر — خنجر ہے دست یار میں صمصام دوش پر
طفلی کو یاد کر لے جنازہ کو دیکھ لے — آغاز بھی ہے دوش پہ انجام دوش پر
یک قطرۂ مے کا گر نہ دوں مثل شیشہ بار — ہاتھوں سے سر پہ سر سے میں لوں جام دوش پر

کیا صاف تن ہے عکس درگوش سے جہاں
طفل میں گودا پئی ہوس خوابگاہ تھی

گرے گر میری آہ آتشیں کی برق گلشن پر
خبر آشفتگی میں دل جلوں کی کون لیتا ہے

ہمارے شہر میں ہے عام رہ و رسم خودداری
زمین مزرعِ الفت بہارستان آتش ہو

خندہ زن ہے برق میری نالہ شبگیر پر
دیدنی ہے حسن اس بت کا کہ کیا کیا صنعتیں

جب ہوئی تھی قالب خاکی سے آدم کی بنا
سحر ہے کیا تیرے کوچہ میں کہ جو آیا یہاں
خشمگیں غیر و نیہ ہوا را ہوس کو آپ نے

لگاتے ہیں حنا وہاں غیر بے وسواس ناخن پر

وہاں رنگ حنا سے ہے یہ آب و تاب ناخن پر
بیاض چشم پر کیا ٹھہرے اشک بیقرار اپنا
نہ ہاتھ آئی حنا جس جا وہاں مشاطہ نے انگی
جنوں میں لاکھ عقدے عشق کے حل ہو گئے اس سے
ہوس تار نفس سے کیوں نہ آواز حزیں نکلے

کیونکہ نہ عندلیب کرے شیون بہار
از بسکہ اس میں ہیں گل زخم جگر نہاں
گویا جو اسپہ موج نسیم سحر کا ہے
میرا بیاں چو میں چمن حسن میں تری
رنگ کھلے سے کیوں ترے رد گلشن ہوئی کی
عطرہ ہے نت ہوس کو ترے بر شیا حسن کا

تارے عیاں ہیں صبح سے تا شام دوش پر
صدر بہشت سینہ تھا آرام دوش پر

کریں کار شرر شبنم کے قطرے گل کے دامن پر
پھرا کس وزدست شانہ زلف دود گلخن پر
نہ ہو یہاں جذب مقناطیس دست انداز آہن پر
یہاں پروانہ کرتا ہے شرر کا کام خرمن پر

گریہ آتا ہے مجھے اس آہ بے تاثیر پر
خرچ کیں ہیں صانع قدرت نے اس تصویر پر
تھی خرابی خندہ زن اس قصر کی تعمیر پر
ڈھیر ہو کر رہ گیا اس خاک دامنگیر پر
واہ کیا غصہ نکالا ایک بے تقصیر پر

کروں کیونکر نہ میں ہر دم نگاہ یاس ناخن پر
جمے گویا کہ ہیں برگ گل شاداب ناخن پر
ٹھہرتا ہے کہیں بھی قطرہ سیماب ناخن پر
جمائی صنع سے برگ گل سیراب ناخن پر
کھلا چاک گریباں کا میرے جب باب ناخن پر
میرا نالہ سکھے ہے رات دن مضراب ناخن پر

باد خزاں نے لوٹ لیا مسکن بہار
سینہ مریض عشق کا ہے مدفن بہار
جاتا ہے مثل آب رواں توسن بہار
ایسی کہاں ہے تازگی گلشن میں بہار
خون بہار ہے بیسر و گل دامن بہار
جس نے جلا کے خاک کیا خرمن بہار

آیا تھا کون جلوہ کناں شب کو بام پر — نور قمر نثار تھا طرز خرام پر
میں کیا کہوں تغافل صیاد کے سبب — کیا کیا ستم ہوئے ہیں اسیران دام پر
رخسار یار آنکھوں میں ہوتے ہیں جلوہ گر — کرتا ہوں جب نگاہ میں ماہ تمام پر
مشتاق وصل سیم تناں ہوں جو لے ہوس — ہنستا ہے ایک جہاں میرے سودائے خام پر
ایک دیوانہ یہ کرتا تھا بیان زنجیر — ہم بھی کچھ خوب سمجھتے ہیں فغان زنجیر
مجھ میں اب نہیں گو شور فغان زنجیر — جا بجا خاک پہ باقی ہے نشان زنجیر
ناتوانی ہے میری لاکھ سلاسل سے زیادہ — کہ رگیں جسم پہ لپٹی ہیں بسان زنجیر
غل وہ زنداں میں نہیں ایکی ہوئی ہے شاید — مرگ مجنوں سبب خواب گران زنجیر
ہوں ہوس وادی وحشت کا میں اورنگ نشیں — کون ہے میرے سوا مرتبہ دان زنجیر
گل کو ہنستے جو دیکھ صورت بلبل گلزار پر — ضبط نے کی مہر خاموشی لب اظہار پر
یاد آتا ہے کہ ڈر سے باغباں کے ہم غریب — جھانکتے تھے ہاتھ رکھ کر باغ کی دیوار پر
کیا عجب گر اب بھی ہو وہاں لالہ خودرو کا جوش — یہ چھکی ہے موج خوں اک وقت میں کہسار پر
ہم کو ناجی کر دیا ہے شکر احسان جنوں — رہ گئی یادکش دھجیاں عاقل ہشیار پر
کیوں ہو یکساں اپنا اپنا رنگ بو بھی اے ہوس — خندۂ گل بے محل ہے نرگس بیمار پر
تربت پہ مرے یار نے رکھا قدم ناز — جب جا چکے ہم قالب سے ہوا تب کرم ناز
باہر نہ کہا در سے جب اس نے قدم ناز — مشتاقوں نے کیا کیا نہ اٹھائے ستم ناز
خال سیہ رخ کو ترے دیکھ کے دانا — کہتے ہیں یہ سب ہے نقطۂ نوک قلم ناز
اس خاک سے ہر پھول بھی اگتا ہے گلابی — مدفون ہے جہاں کشتۂ تیغ و ستم ناز
یہاں شوخیٔ نظارہ کو ہے بیتیہ [illegible] — وہاں ہے نگہ [illegible] ناز
ہنگام خرام اسکے میں کیونکر نہ ہوں پامال — ہر پاس [illegible] ناز
بتخانہ صورت سے انہیں کام نہیں ہے — ہیں وہ جو پرستندۂ بیت الصنم ناز
انداز نکویاں کے ہوس کشتے ہیں جو لوگ — مرجاتے ہیں کھاتے نہیں جھوٹی قسم ناز
ہیں داغ میرے ہوش ربائے پر طاؤس — کیا بھائی مجھے حسن صفائے پر طاؤس

نیرنگیٔ الفت کے سبب از ضعیف ہاں
لے ہاتھ میں چلتی ہے عصائے پر طاؤس

یاد آتا ہے اُس ڈانک کی پشواز کا عالم
دیکھے سے دم رقص ادائے پر طاؤس

مانا ہے جو ہر اشک میرا بو قلموں سے
ہے کلک مژہ چہرہ کشائے پر طاؤس

کرنے کو ہوس چہرۂ عشاق سے رو کش
کی صانع قدرت نے بنائے پر طاؤس

مجلس آرائی کرے جب وہ رخ گلرنگ و شمع
پھرتے ہیں چلنے میں برابر عاشق بے ننگ و شمع

موم کافوری سے کچھ اسکی صباحت کم نہیں
ایک سانچے میں ڈھلے ہیں ساعد شنرنگ و شمع

سامنے اس شعلہ رخسار آتشناک کے
ایک سا مجھکو نظر آیا گداز سنگ و شمع

کار فرمائی پر آئے گر مزاج حسن و عشق
ہوئے سرگرم دویدن ساتھی پائے لنگ و شمع

سرکشی یہاں جسنے کی اُسکے تئیں لٹکا دیا
مت سمجھ بیجا ہوس تو نسبت او سنگ و شمع

پنہاں ہے مرا زخم بزیر چمن داغ
طاؤس نمط مجھکو ملا پیرہن داغ

یہ جم کے وہ بیٹھا ہے کہ اُٹھتا نہیں ہرگز
گویا دل پر درد ہوا ہے وطن داغ

جوں شعلہ خاموش جلا چپکے ہی چپکے
لائے نہ زباں پر کبھی ہم تو سخن داغ

جو لالہ نکلتا ہے سو وہ داغ بدل ہے
پنہاں ہے تہ خاک مگر انجمن داغ

تن بسکہ ہوس آتش فرقت نے جلایا
کچھ ہم کو موئے پر نہ ملا جز کفن داغ

جانا ترا گر ہو صبا اُس آفت جاں کی طرف
کہیو خدا کے واسطے آ میرے زنداں کی طرف

دامن جو میرے خاک سے اُس مست کاکل چھو گیا
پھر پھر کے چشم قہر سے دیکھے تھا داماں کی طرف

ہر ساعت و ہر لحظہ فزوں ہے الم عشق
ہم سے تو اٹھائے نہیں جاتے ستم عشق

اشک ہے غبار تن و سودہ عاشق
پھرتا ہے بگولا سا بگرد حرم عشق

تصویر سی تصویر چلی آتی ہے بہتر
کچھ خامہ مانی سے نہیں کم قلم عشق

کعبہ میں ہوس چلکے ذرا ڈھونڈھو تو ان کو
کس راہ گئے زائر بیت الصنم عشق

پہنچا جو اشک خستہ دلاں آستیں تلک
جانے دیا نہ ضعف نے اُس کو زمیں تلک

کرنے لگے گا رنگ کفک سے برابری
پہنچا یہ خوں گر اُسکے کف نازنیں تلک

ہم بسمل خدنگ تغافل رہے مدام
پہنچے کبھی نہ اُس نگہ شرمگیں تلک

یہی آن تھی سب کی کہا سو کہا سبھی کرتے تھے عہد اپنی وفا
وہ چلن جو قدیم زمانہ میں تھا ترے عہد میں شکن نہ رہا

تری زلف کی بو کو جو لیکے صبا گئی ملک ختن میں آہ خطا
نہیں شوق جو دید کا تیرے ہوا کوئی آہوئے ختن نہ رہا

کہا لیلے نے جو میں نے سنا یہ ابھی دم گرم تھے قیس کے آگ لگی
یہاں جا نے تھے دو گھڑی لگتا تھا جی یہ غضب کے وہ بچہ بن کا نہ رہا

مجھے وصل میں غم تھا سنا یک نفس نہیں کرتا تھا نالہ بہر جرس
مجھے غم ہے تو بس یہی غم ہے ہوس یہی حال یہ چرخ کہن نہ رہا

ہجر میں کس سے کہوں حال دل زار اپنا
نہ تو مونس ہے کوئی اور نہ غمخوار اپنا

شمع پروانہ پہ مصروف رہی گل بلبل پر
حسن ہر رنگ میں پایا ہے خریدار اپنا

گوہری دیکھکر نہ وہ دنداں خجل ہوا
سرخی سے لب کی لعل بدخشاں خجل ہوا

محشر میں ساتھ لے نہ گیا کیوں نشان یار
سینے سے میں نکال کے پیکاں خجل ہوا

بے اختیار رو ہاں مرے آنسو جو گر پڑے
اس پہ روکہ کے مجھے دربان خجل ہوا

سینہ کے داغ دیکھ لیے میرے خلق نے
وحشت میں پھاڑ کر میں گریباں خجل ہوا

زندانی اس کے قید میں جب مرگئے تمام
سنکر وہ سرگذشت اسیراں خجل ہوا

کیوں در پہ یار ہی کے نہ کاٹی تمام عمر
طے کرکے میں جنوں کا بیاباں خجل ہوا

لیلی کا جنازہ جب دو چار قدم نکلا
کہتے ہیں کہ مجنوں کا اک آہ میں دم نکلا

جب یاروں نے تیر اس کا سینے سے میرے کھینچا
دیکھا تو جگر ہوکر پیکاں سے بہم نکلا

حوروں نے مری دیکھی اشکوں کی گل افشانی
دامن کا ہر اک تختہ گلزار ارم نکلا

کیا لطف ہے واں یارب جو منزل ہستی تھی
ہر شخص ہیابانے صحرائے عدم نکلا

جائے غم معشوقاں کیا میرا ہی سینہ تھا
جب دل کو ہوس ڈھونڈھا سینہ میں تو غم نکلا

جی اس کے درسے نہیں لگتا کہیں ذرا
فرصت دے ناتوانی تو جاویں وہیں ذرا

کہتی کبھی لیلی بس ہو جو میرا تو جیتے جی
ہونے نہ دوں میں قیس کو اندوہگیں ذرا

رویا ہمیں ساری عمر رولے لینے ای ہوس
رکھی نہ چشم تر نہ مری آستیں ذرا

تھے شرمے میں آہ کا ضبط کیجئے گریہ کا ضبط ہو نہ سکا
ہو چکے ہی چکے تب آنسو مرے پیرہن کو لگ دل کبھی رو

ہے دل فراق میں گل کے زبس تہ و بالا
کیا ہے مرغ قفس نے قفس تہ و بالا

بہک گیا ہے مگر ناقہ آج صحرا میں
جو دل کو کرتی ہے بانگ جرس تہ و بالا

خدا کے واسطے اب ضبط کر تو آہ نہ کر
زمانہ ہو نہ کہیں لے ہوس تہ و بالا

دل ولے جب عشق کے تھے اور جنوں کا جوش تھا
گھر میں کچھ بکتا تھا گہ دو دو پہر خاموش تھا

گلشن ہستی نہ تھا زنہار جائے بود و باش
ہر نہال اس باغ کا بار سفر بردوش تھا

کون دریا میں نہایا تھا کہ جس کے واسطے
حلقۂ گرداب ہر اک صورت آغوش تھا

بہر تقریر بھی کس کی لب جادو بیاں
تک ہی تھیں بلبلیں منہ گل سراپا گوش تھا

اور کیفیت تھی بزم میکشاں میں شب ہوس
ایک کا لغزش کے باعث ایک تھا بر دوش تھا

میں نہ سمجھا بلبل بے بال و پر نے کیا کہا
گوش گل میں قاصد باد سحر نے کیا کہا

نزع کے دم بھی زبس لیلے کو مانع تھا حجاب
چپکے چپکے روئی اور اس نوحہ گر نے کیا کہا

تیرے وحشی سے عبث تجکو خفا کرتے ہیں لوگ
سب یہ باتیں جو سنیں اس بیخبر نے کیا کہا

سینکڑوں رنگینیاں پیدا کیں اُسنے وقت فصد
خوں مجنوں سے زبان نیشتر نے کیا کہا

نامہ بر کو گالیاں دیں اُسنے سنکر میرا نام
منہ کو تکتا رہ گیا اور نامہ بر نے کیا کہا

ہو گیا اُس کو پہنکر اور بھی مغرور وہ
کان میں اُس شوخ کے سلک گہر نے کیا کہا

جوڑنا اُنکا نہایت اے ہوس دشوار تھا
دل کے ٹکڑے دیکھ میرے شیشہ گر نے کیا کہا

یار جب خصت پے عزم سفر ہونے لگا
خنجر غم سے یہاں ٹکڑے جگر ہونے لگا

بیخودی سے ہو گئے آگے ہمکو آجاتا تھا ہوش
طول غش کا اب تو یاں دو دو پہر ہونے لگا

ابتدا میں عشق بازی سہل سمجھی تھی ہوس
آخر آخر جان کا اس میں ضرر ہونے لگا

اک داغ جگر مثل شرر ہم کو ملا تھا
یہ یاس کے گلشن سے ثمر ہم کو ملا تھا

منزل میں جہاں کی نہوا دل سے جدا غم
اس راہ میں کیا یار سفر ہم کو ملا تھا

ہر داغ جگر صورت خورشید طپاں ہے
کیوں راہ میں وہ رشک قمر ہم کو ملا تھا

غم کھانے کو تھا پینے کو خون جگر اپنا
الفت میں یہی زاد سفر ہم کو ملا تھا

کہتا تھا اُسے کوئی ہوس اور کوئی مجنوں
کل دشت میں اک خاک بسر ہم کو ملا تھا

جل اُس کا بدن آئینۂ آب میں دیکھا
جیسے در یکتا شب مہتاب میں دیکھا

انجم ہو نکو چکا جو نہ ہوئی جسنے تن اُس کا
لپٹا شب مہتاب کے جلباب میں دیکھا

سوتے سے ہوس کر کے جو آہ تو اٹھا — اے عاشق دم باختہ کیا خواب میں دیکھا

میں نے قاتل کا دم ذبح جو پابوس کیا — رحم اُسنے نہ کیا لاکھوں نے افسوس کیا

شعلۂ شمع کی نیرنگ نے شب محفل میں — پر پروانہ کو رشک پر طاوس کیا

ایسے آنے سے تو قاصد تو نہ آیا ہوتا — کیسی امید میں تونے مجھے مایوس کیا

بسکہ وحشت میں خوش آئی ہمیں سودائی عشق — ننگ کا پاس نہ اندیشۂ ناموس کیا

اے ہوس حسن چھپائے سے کہیں چھپتا ہی گا — حال شمع عبث پردۂ فانوس ہوا

کیوں عشق سے دعوی نکروں قیس کے خوں کا — اب سلسلہ جنباں ہوں میں زنجیر جنوں کا

جب آہ میں کرتا ہوں تو چھا جاتا ہی اک ابر — کس تہہ کو پہنچا ہی دھواں سوز دروں کا

بے چین ہوا ایسا کہ کبھی نیند نہ آوے — افسانہ سُنے گر وہ میرے حال زبوں کا

سینہ میں تڑپتا ہی پڑا برق کے مانند — کچھ حال نہ پوچھو دل بے صبر و سکوں کا

دنیا میں خوشی جان غنیمت کہ ہی دشوار — اک ڈھنگ پہ رہنا فلک بوقلموں کا

کوہ غم فرقت کا یہ کیا بوجھ اُٹھاوے — کہتے ہیں ہوس دل جسے اک قطرہ ہی خوں

گر جاں پہ کوفت ہی تو تن ناتواں کو کیا — دل کی شکست سے ہو خبر استخواں کو کیا

آتی نہیں چمن سے یہ سوئے قفس کبھی — روکا ہی بخت بد نے نسیم رواں کو کیا

یاران رفتہ بھول گئے ہم کو اے ہوس — رہ میں کسی نے لوٹ لیا کارواں کو کیا

بنا فرہاد نے شیریں کی جب تصویر کو توڑا — تو گویا بیستوں کی رونق تیشہ کو توڑا

گراں ہی اُس کے تن پر عکس بھی موج رگ گل کا — ترے دیوانہ گیسو نے کب زنجیر کو توڑا

دل عشاق سے ملتا جو پایا گلگی کلیوں کو — خفا ہو اُسنے ہر اک غنچۂ دلگیر کو توڑا

ہوس ہم پار ہوویں کیونکہ دریائے محبت سے — قضا نے بادبان کشتی تدبیر کو توڑا

کسی کا روکنا وحشت میں جو مجھکو نہ بھاتا تھا — جنوں میں میں نے ہر ہر خار دامن گیر کا توڑا

ناحق کی اک بلا میں مجھے مبتلا کیا — اے آرزوئے حسن بتاں ہائے کیا کیا

وہ بعد قتل خون سے مرے سرخ کرکے ہاتھ — بولا کہ ہمنے آج سے ترک حنا کیا

شمشیر اس نے کھینچی ادا سے جو بہر قتل — خوش ہو کے میں نے شکر کا سجدہ ادا کیا

ہر چند ہجر یار نے لاکھوں ستم کیے
شکوہ سے میں نے لب نہ کبھی آشنا کیا

راہ جنوں میں ہمنے جو مارا قدم ہوس
مجنوں نے پانوں پڑ کے مجھے پیشوا کیا

پنہاؤں مردم دیدہ کو وہ خوناب کا جوڑا
زمانہ نے نہ دیکھا ہو جس آب و تاب کا جوڑا

شب وصل اس طرح لپٹے رہیں مشتاق ہم دم گر
کہ مل جاتا ہے جیسے قطرۂ سیماب کا جوڑا

سمند رنگ خامہ کیا کرے ضبط اسکی چالاکی
نہیں ہے ابلق گردوں ترے سنجاب کا جوڑا

بہار رنگ لٹی جب اس پہ کیے پائے نازک پر
بنایا مانی و بہزاد نے حباب کا جوڑا

ترے رنگ کفک کا گریہ عالم میں تو دریا میں
کسی دن ڈوب کر مر جائے گا سرخاب کا جوڑا

نہ نالاں ہو تو اے مطرب کہ کانوں کو رگ جاں کے
بہا نا ناخن غم ہے تری مضراب کا جوڑا

ہوس اب وہ غزل ہمکو سنا بحر سخن میں تو
کہ رہے مطلع و مقطع رہے سرخاب کا جوڑا

عجب ساعت سے ڈوبی کشتئ دل بحر الفت میں
کسی نے پھر نہ تختہ زورق غرقاب کا جوڑا

خیال زلف و رخ میں روز و شب سویا ہی کرتا ہوں
مرے تار نظر سے کینچے رشتہ خواب کا جوڑا

دکھا دو صفحہ کا غذ یہ اب تو جو نہ دیکھا ہو
ہوس چشم فلک نے بھی اس استیعاب کا جوڑا

نقش پائے رفتگاں کا سلسلہ جاتا رہا
پیچھے تھک کر رہ گئے اور قافلہ جاتا رہا

ہم گئے تھے اس سے کرنے شکوۂ درد فراق
مسکرا کر اسنے دیکھا سب گلا جاتا رہا

ہوں جدا فرسے رہ الفت ہو سکے کیا ہی ہوس
پہلی ہی منزل میں جس کا راحلہ جاتا رہا

آنکھ ہو بدن سے لگ سکے نہیں پر جہاں گرا
ناخن شرا اس پہ خون دل تو خطاں گرا

اے آنکہ تو ہی توسن ایام پر سوار
گر تو نے اس کے ہاتھ سے چھوڑی عناں گرا

گر کر قصد سے نقطہ سہو ا قلم کی طرح
تیرہ بخت پھر وہیں اٹھا جہاں گرا

صدمے سے یاد تند کے کتنی تھی عندلیب
آتش بہ گل کیے کیوں نہ مرا آشیاں گرا

آخر کو ہوس ہو گیا ضعیف
جب اس کے سر پہ عشق کا کوہ گراں گرا

پیاس خون تھوے کیونکر شیخ و شباب کا جوڑا
کہ عباسی ہے اس تنگ گل مہتاب کا جوڑا

شب ہجراں کا میں اسکو افسانہ سنایا تھا
ٹپک کر سر کو اپنے مر گیا سرخاب کا جوڑا

سپیدی پھر گئی ہیبت سے رخ پہ مہ تاباں کے
جب اس نے لال رنگوایا شب مہتاب کا جوڑا

تیشہ سے بیستوں میں جو فرہاد مر گیا
آواز نوحہ تھی فلک ہفتمیں تلک
شیریں جو اسکو دیکھنے شبدیز پر گئی
واں موج خون بلند تھی دامان زیں تلک
ہم بھی مرے بہار کے لوٹیں گے اے ہوس
جیتے رہے جو فصل گل یاسمیں تلک

ردیف ل

تڑپ اسکی سے مرغ قفس بھی خجل کہوں کس سے عزیزو میں حالت دل
تمہارے ہجر میں تجھ سے جدا ہوئے سب پہ طپش نے چھوڑی رفاقت دل
غم عشق سے ہم ہیں ملول و حزیں کبھی چین ہمیں تو ملا ہی نہیں
وہ ہیں کون الٰہی کہ جن کے تئیں ملی عشق بتاں میں فراغت دل
کہوں اس کی جدائی میں کس سے ہوس اسی دکھ کی سبھی ناکس و کس
تجھے سوچ ہے اتنی ہی بات کا بس کہ جنوں نے بھی کی نہ حمایت دل

ہو جس نہیں گرد پریشاں پس محمل
آتا ہی کوئی بے سر و ساماں پس محمل
اس کشتۂ عشق سے آگاہ تھی لیلےٰ
تھی دیکھتی وہ فتنۂ دوراں پس محمل
کس سوختہ کی خاک سے اٹھا ہے بگولا
اک شعلہ جوالہ ہے پیچاں پس محمل
ہر قدم ناقہ ہوا قیس کو پیدا
دیکھا جو ہیں صحرا کے مغیلاں پس محمل
اے ناقہ کش اتنی بھی نہ تو تیز روی کر
مجنوں ز خود رفتہ ہے نالاں پس محمل
شاید میں اسے دیکھوں ہوس یا لے خدا لا
جاتا ہوں اس امید پہ گریاں پس محمل

ردیف قسم

یہی کہتی لیلی سوختہ جاں نہیں کھائی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجھے غم نہیں کچھ اسی کشتۂ ناز و ادا کی قسم
کبھی کہتا تھا قیس غزالوں سے جا کہو تم کہ یہاں سے کدھر کو گیا
کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا تجھے لیلی کی زلف دوتا کی قسم
ترے کشتۂ غم کا ہے حال بتر ہی کچھ جو جاتا ہو تیرا ادھر
تجھے قاصد [illegible] نسیم سحر میری بیجری [illegible] قسم

نہ توانی ہوس سمجھے پھولوں کی بو کبھی بٹھانہ جا کے ہیں برلب جو
میری شگفتگی دل تو گئی نہ سمجھو سمجھے باغ جہاں کے فضا کی قسم

ردیف ن

یاراں [illegible] کیسا تماشا ہے [illegible]
اندیشۂ فرقت صبح نہیں تشویش چراغ شام نہیں

دل سے لگی ہے عشق ضبط آہ و زاری اندنوں
طائر بے آشیاں ہے بیقراری اندنوں

کیوں خزاں ایک پنکھڑی بھی نکلے ہوائی نہیں
سر پٹکتی ہے کہاں باد بہاری اندنوں

ہے سلیماں کو بھی یہ جوش جوانی کا غرور
مرکب باد صبا ہے سواری اندنوں

ناز پرور د چمن تھے اب اسیر دام ہیں
کچھ تو لے صیاد کچھ خاطر ہماری اندنوں

انتک جو ہیں مچا چکیں مری رسوائیاں
ضعف اگر کرتا نہ میری پردہ داری اندنوں

لوٹتا ہے آپ وہ اب حسن کی اپنی بہار
مائل آئینہ ہے چشم تمہاری اندنوں

ضبط کا دعویٰ تھا آخر ہجر میں چلا اٹھے
اے ہوس کیا ہو گئی برگشتگی تمہاری اندنوں

کیا کہیں پھر وہ پری وش بت کے جا سکتے نہیں
دیکھیں ہم کیونکر اسے آنکھیں ملا سکتے نہیں

باخفا ہوتے تھے ہم تو منتیں کرتے تھے آپ
باخفا ہیں ہم سے وہ اور ہم منا سکتے نہیں

دل کا ہر حال میں رہتا تھا بہت پاس ہمیں
سو گیا ہاتھ سے اب کچھ نہیں سوا اس ہمیں

اس پری رو نے نہ سمجھے ہی نباہی کیا کروں
سر کدھر پٹکوں کدھر جاؤں الٰہی کیا کروں

وصل کا دن ہے مگر آنکھوں کے میرے سامنے
ہے گھڑی شب ہجراں کی سیاہی کیا کروں

تختہ تختہ ہو گیا طوفاں میں آکر جہاز
تم سے لے کر وہاں اپنی تباہی کیا کروں

ہے تو وہ دشمن پہ محشر دیکھ کر خون کا میرے
سوچتا ہوں اس میں اپنی گواہی کیا کروں

ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا جاتا ہے پہلو میں ہوس
ذبح کرتی ہے بتاں کی کم نگاہی کیا کروں

ہے جو نالاں ہم صفیران چمن کی یاد میں
اک ہزار ہے عندلیب نوا سنج کی فریاد میں

ہر لحظہ چشم منتظراں ہے رواں میں
دکھلائیے منہ کو بیٹھے ہیں سب اشتیاق میں

مجنوں سے کوئی کہہ دے کہ سر زانو پہ دھرے
لیلیٰ غریب روتی ہے تپش فراق میں

سمجھے جدائی ہم ہمارا توڑے ہے ہوس
رہتا ہے [illegible] زبان [illegible] دم و فراق میں

جنکی خاطر اپنے تئیں ہم آپ میں آتے نہیں
دیکھنے سے جسکے سیری ہی کبھو ہوتی نہیں
ہم نے ٹک دیکھا تو آنکھیں نیچی کرلیں شرم سے
لیگئی ہی دور از خود رفتگی اُن سے ہمیں
اُسکے جاتے ہی ہوا ہی مضطرب کیا ہوش

ہماری نذر کو جو خامہ تحریر لائے ہیں
اُلٹتے ہی ورق چہرے کا لیلیٰ کو غش آیا ہے
سوا غم کے نہ کچھ دیکھا بجز حسرت نہ کچھ پایا
ہمیں پرستش سے تھا کیا کام ہیں ہم لوگ دیوانے
مجھے کر قتل جب فتراک سے باندھا تو یہ بولے
ہوش احسان جلاد لگا ہی یہ میری گردن پہ

خواہ وہ قید رکھیں خواہ وہ آزاد کریں
گل سے کہہ جاکے اسیروں کی طرف سے یہ صبا
مجھکو ڈر ہے کہ کہیں باد صبا کے جھونکے
نام لینے سے ترے ہم کو حیا آتی ہے
جن دنو نکو ہوس پاس ہو قاتل کا بھلا

تو جو پڑا پھرتا ہے آج کہیں کل کہیں
چاہ بھی کیا چیز ہے سوجھتا پھر کچھ نہیں
دل نے تو حیران کیا دور کھے ہے یہی
جاتا ہوں جب انکے پاس کہتا ہے وہ آ ہوش

جب اُس سے درد دل کہتا ہوں اظہار یا تو نہیں
اُسے اودے خبر ہیں یاد وہ دن بھی کہ جس رو رو نیا
سرہانا اکثر گالیاں دیتا ہے وہ مجھکو

آہ اگر وہ کبھی چھاتی سے لگ جاتے نہیں
برسوں اب وہ ہم کو صورت اپنی دکھلاتے نہیں
دیکھو اسطرف پھر کبھو کہ شرماتے نہیں
مدتیں گذریں کہ اب ہم آپ میں آتے نہیں
ہجر بھی ہوتا ہے لیکن اتنا گھبراتے نہیں

لب خاموش گویا بر سر تقریر لائے ہیں
مصور اس کے مجنوں کی جو تصویر لائے ہیں
عدم سے ساتھ اپنے ہم عجب تقدیر لائے ہیں
صف محشر میں ہمکو یار بے تقصیر لائے ہیں
ہم اس صحرائے الفت سے عجب نخچیر لائے ہیں
کہ میرے قتل کو اُس شوخ کی شمشیر لائے ہیں

ہمکو طاقت نہ رہی اتنی کہ فریاد کریں
قید سے چھوٹیں تو پھر ہم چمن آباد کریں
اس چمن سے نہ میری خاک کو برباد کریں
رو برو کس کے ترا شکوہ بیداد کریں
کس طرح نالہ تہ خنجر فولاد کریں

اے دل خانہ خراب تجھکو بھی ہے کل کہیں
گر وہ ہوا اک ذرا آنکھوں سے اوجھل کہیں
رات کٹی اوٹھیاں صبح ہوئی چل کہیں
آگئے تو میرے نہ آ سامنے سے ٹل کہیں

لگا لیتے ہیں سب اُسکو وہیں اغیار باتوں میں
گزر جاتی تھی ساری شب پس دیوار باتوں میں
زباں اس شوخ کی ہے کسقدر طرار باتوں میں

هوس مت ذکر کر تو میرے آگے اسکی ابرو کا | کہ چل جاتی ہے یہاں اکثر یونہی تلوار ابرو میں
جی میں آتا ہے کہ احوال اسیراں دیکھوں | چھپ کے جاؤں طرف روزن زنداں دیکھوں
یہی قدرت ہے خدا کی کہ نہیں سب اور میں | لب افسوس کو اپنے تہ دنداں دیکھوں
بیکسی سے چلی ہے گور غریباں کی طرف | کہ ذرا جا کے میں تنہائی یاراں دیکھوں
ہدف تیر غمزہ کرکے مجھے کہتا ہے | کتنے مارے ہیں ترے سینہ پہ پیکاں دیکھوں
سایۂ گل کو بھی لوٹ گیا ہو جس نے | کیا غضب ہے میں اسے ہمدم مستاں دیکھوں
سوزش دل کے کہتے ہیں هوس کیا شے ہے | ہاتھ رکھکر میں ترا سینۂ سوزاں دیکھوں
چمن سے کون گذرا نشہ کی بے اختیاری میں | نسیم صبح کسکو ڈھونڈھتی پھرتی ہے کیاری میں
کسی کا دل نہ رنجیدہ ہوا فریاد سے اپنے | عجب لذت اٹھائی ہم نے چپکے چپکے زاری میں
قضا سے ناقہ چلاتا ہے مجنوں وہ نہیں سنتی | ہے مست خواب راحت صاحب محمل سواری میں
خدا کے واسطے صاحب ذرا تم بام پر آؤ | سر رہ کوئی کھڑا ہے دید کی امیدواری میں
سرشک سرخ ہیں لعل بدخشاں سے هوس بہتر | مقابل اسکے کیا سلک گہر ہو آبداری میں
کہہ باد صبا جاکے اسیروں سے قفس میں | بھولے ہمیں تم آتے ہی صیاد کے بس میں
ظاہر نہیں ہوتا در و دیوار چمن سے تو | سر مارتی ہے باد صبا کسکی هوس میں
جنگلوں میں جستجوئے قیس صحرائی کروں | کب تلک ڈھونڈھوں کہاں تک بادیہ پیمائی کروں
گر کوئی مانع نہو واں سجدہ کرنے کا مجھے | آستان یار پر برسوں جبیں سائی کروں
بزم ہستی میں نہیں خبر کسی اپنا رفیق | کس کی خاطر دوستوں میں محفل آرائی کروں
غارت دل کا جو کرتا ہے ارادہ ترک چشم | غمزہ کہتا ہے میں تاراج شکیبائی کروں
آشنا کوئی نظر آتا ہے یہاں کب اے هوس | کس کو میں اپنا انیس کنج تنہائی کروں
وہ [illegible] جو نشے کے آثار میں آئیں | جمائیاں اسے لاکھوں خمار میں آئیں
نہیں میری بھی اشکوں کی شکست و شو سے هوس | صفائیاں گہر آبدار میں آئیں
بتہ عدم میں یہاں سے ہے کیا حال کارواں | جو کارواں جاتے ہیں دنبال کارواں
محمل نشیں ناز کو مطلق خبر نہیں | کس کس کی خاک ہوتی ہے پامال کارواں

لاکھوں سے ملے ہیں خاک میں ہوتا ہی منکشف
گھر میں یہ اضطراب عشاق کا ہی حال
یاران رفتہ سے تو ہی غافل نہیں ہوس
بلبل کی زباں پر ہی یہ افسانہ چمن میں
اے باد صبا ہو گئی بلبل کو ندامت
پابوس کیا سلسلۂ موج صبا نے
اس شرم سے جاتا نہیں وہ سیر کو گل کی
کچھ اسکے جنوں خیز ہی یہ باد بہاری
لیلا نے انیسوں سے کہا میں نے سنا ہی
کیا جانے ہر اقیس خبر میں تھا کہ ہوس تھا
پھرے گلشن سے میں پھول ہی چن چنکے دامن میں
چبھتے ہی خار نجد آنکھوں سے مجنوں اپنی توقع پہ
گو چپ ہوں میں جوں بلبل تصویر قفس میں
بلبل کو ترنم نے گرفتار کیا ہے
حیرت نے یہ گھیرا ہی کہ اب مرغ چمن کے
بے سیر چمن اے ہوس بال فشانی
صیاد کو دے رحم خدا اب یہ دعا کر
رنگ گل شگفتہ ہوں آب رخ چمن ہوکر
کثرت جور یار سے سب ہیں یہ میری جزو تن
میں ہوں نسیم تو بہار میں ہوں شمیم زلف یار
سرو نشیں اور ہیں شاخ نشیں گل اور ہیں
خندہ زناں ہیں مجھپہ گو بیخبراں روزگار
آیا نہ اب تلک وہ ہوا روز شام دن

ہر سطر موج ریگ سے احوال کاروان
گذرے ہی جوں سفر میں مہ و سال کاروان
آنکھوں تک تیرے پھرتی ہیں اشکال کاروان
کیا باد خزاں کر گئی ویرانہ چمن میں
لیجانا تو خاکستر پروانہ چمن میں
آشفتہ جو آیا ترا دیوانہ چمن میں
دیکھے نہ مجھے سبزۂ بیگانہ چمن میں
دیوانہ بنے جائے جو فرزانہ چمن میں
کل تھی عجب مجلس رندانہ چمن میں
کرتا تھا کوئی نعرۂ مستانہ چمن میں
یہاں تو عمر بھر جھگڑا رہا دست و گریباں ہیں
کہ شاید ناقۂ لیلی ہی ٹہرے اس بیاباں میں
ہی حسرت صدا نالہ گلو گیر قفس میں
ہر تار نفس ہی اسے زنجیر قفس میں
وا ہو نہیں سکتے لب تقریر قفس میں
ہی مہر پہ بلبل اسے شمشیر قفس میں
بلبل کو ہوس لائی ہی تقدیر چمن میں
شمع حرم چراغ دیر شعلہ برہمن عشق میں
سوز و ملال و یاس درد رنج و غم و محن ہوئیں
گو کہ نظر سے ہوں نہاں داخل انجمن ہوئیں
قمری آشیاں خراب بلبل بے وطن ہوئیں
اہل خرد ہیں اے ہوس رونق انجمن ہوئیں
قاصد کے انتظار میں گزرا تمام دن

عالم فریب خوردہ حسن کلام ہے
اے آفتاب ہادی کوئے نگار ہو

واہو جو پردہ رخ محمل نشیں ہوس
میکشاں خوش ہو کہ دھلا گیا کہ عصیاں باغ میں
کون میکش آج گزرا تھا خراماں باغ میں
یاد حق صحبت دیرینہ کرکے اے نسیم
اُنکی تیو پر پڑا تھا عکس رخ کس کا ہوس

راحت ملک عدم یاد نہیں یاروں کو
وہ جو ہیں دیکھنے والے تیرے اے مایۂ ناز
خفا ہے وہ بت خونخوار دیکھیے کیا ہو
کھلے ہے عفو کی امید گاہ قتل کا بیم
نہ آشنا ہیں موافق نہ دوست ہیں غمخوار
متاع حسن کو اس گل کی اندوختیں ہوس

لطف شب مہ ابد اُسدم مجھے حاصل ہو

بیٹھے بٹھائے ناحق لگتا ہے روگ جی کو
صحرا میں ناقہ بیٹھا جاتا ہے بیکسانہ
دوری سے رو دئیں کیا ہم یاراں رفتگاں کی
جب شال سرخ اوڑھی لٹنے ہوس میں اسدم

صحرا میں جنوں کے مجھے نخچیر بناؤ
چوری تو عیاں ہو گئی لکنت سے زباں کی
اے منصفو کیا قصہ تحمل کرتے ہو تم طرح
ہوتا ہے ہوس ہی ہو کہ خواہش تقدیر
عاشق کا ذرا چاک گریباں تو دیکھو

وعدے کے تیرے کیونکر نہیں خاص و عام دن
ارے بھلا کبھی تو ہمارے بھی کام دن
مغرب کو پھر نہ مہر کی کھینچے زمام دن

بوئے گل ہے حصن بہر حفظ رنداں باغ میں
پھول آتے ہیں نظر پامال داماں باغ میں
گل سے کچھ شرح احوال اسیراں باغ میں
ہر شجر تھا غیرت سرو چراغاں باغ میں

عالم آزادی کا بھولا ہے گرفتاروں کو
سرزنش کرتے ہیں یوسف کے خریداروں
نئے نرالے ہیں اطوار دیکھیے کیا ہو
کھڑے ہیں تیرے گنہگار دیکھیے کیا ہو
فلک ہے درپئے آزار دیکھیے کیا ہو
چمن چمن ہیں خریدار دیکھیے کیا ہو

اک چاند بغل میں ہے اک چاند مقابل ہو

یارب کبھو کسی سے الفت نہو کسی کو
شاید سنا ہے اُسنے مجنوں کی بیکسی کو
اک دن سفر جہاں سے درپیش ہے سبھی کو
دیکھا شفق میں پنہاں خورشید خاوری کو

دل کو مرے اُس کا ہدف تیر بناؤ
جھوٹی نہ مرے سامنے تقریر بناؤ
ٹوٹے ہوئے دلکی کوئی تعمیر بناؤ
یوں سیکڑوں باتیں کرو تدبیر بناؤ
آتا ہے عجب درج سے چلا شان تو دیکھو

ہر چند کہ کب دیکھتے ہو نامہ کو میرے
پر ہم کو قسم ہے کسی عنوان تو دیکھو

دیکھو تو پریشانی ہے آئینہ لیکر
آشفتگی زلف پریشان تو دیکھو

دیدار کی خواہش میں نکلی رہگئیں آنکھیں
جان باختہ عشق کا ارمان تو دیکھو

عاشق تو تمہارا ہے ہوس بس نہیں ہیں
اک مرتبہ بات اسکی ذرا مان تو دیکھو

نت وطن میں تو رکھا ہے سر و ساماں مجھکو
اب دکھاتا ہے فلک شام غریباں مجھکو

ہیں چراغ سحرہ ہوں نہیں صرصر کا ڈر
قتل کرنے کو ہے بس جنبش داماں مجھکو

پنجرے میں اشکوں کی دولت نظر آیا ہے ہوس
خوشتر از سلک گہر تار گریباں مجھکو

نت جی ہی جی میں عشق کو صدمے اٹھائیو
شکوے کی بات منہ پہ ہوس تم نہ لائیو

شوق اندنوں ہوا ہے اسے داستان کا
یارو کوئی ہماری بھی کہانی سنائیو

لٹ جائے میری خاک تو اس در پہ اے صبا
مشت غبار خستہ دلاں مت اٹھائیو

جی کو یقین ہے حشر میں ڈھونڈونگا میں تجھے
ظالم وہاں تو مجھسے نہ مکھڑا چھپائیو

اسمیں زیاں ہے جان کا سنتا ہے اے ہوس
زنہار بار عشق نہ سر پر اٹھائیو

کیوں حال تڑپنے میں نہ بسمل کا برا ہو
خنجر ہی دم ذبح جو قاتل کا برا ہو

لیلی کو ستانے لگی تاثیر محبت
اس رنج سے وہ صاحب محمل کا برا ہو

بہاتا نہ وہ دل کو یہ رنج نہ ہوتے
کیا دل نے ستایا ہمیں اس دل کا برا ہو

مجنوں نے کیا نجد میں جا اپنا نشیمن
افسانہ رسوائی محفل کا برا ہو

خوباں کے ہوا خواہ ہیں ہو دل سے ہوس ہم
یارب نہ کسی حور شمائل کا برا ہو

ردیف ہ

ہمنے کی ہے توبہ رہ عشق کیں ختم و جاہ کیسا ہاتھ
رشک خوبیں کے ہیں بیرے ہیں ظلم آہ کیسا ہاتھ

تیرے بیمار کی شب مثل چراغ سحری
ہو گئی جان ہوا تا لیجانیکا وہ کیسا ہاتھ

ہے دم نزع مریض اپنے کو ظالم نہ پکار
ہو گئی ہی ہوس زار کی الٹ کیسا ہاتھ

برہمن نے ہاتھ میں دیکھا جو میرے لیکے ہاتھ
مرگ بتلائی کسی بدمست متوالے کے ہاتھ

اب ہوئی تیری تسلی خر دم اے شور نشور
ضبط کو فریاد نے رکھا گرو نالے کے ہاتھ

عشق کی گرمی سے کیونکر جل نہ جاویں استخواں
آگیا اک مشت خس آتش کے پرکالے کے ہاتھ

دیکھنا بھی ہو گیا خواب و خیال اب اے ہوس
روز و شب پھرتے تھے انکا ہاتھ میں یا لیکے ہاتھ

نرگس سے گل سے لالۂ خنداں سے دور رہ
لیکن نہ اے نگہ رخ جاناں سے دور رہ

خطرہ ہے مجھکو جل کے نہ ہو جاے راکھ تو
اے آگ میرے سینۂ سوزاں سے دور رہ

جبرئیل گر طواف کو آوے تو وہ کہے
میرے شہید ناوک مژگاں سے دور رہ

ہے لطف جاگنے کا شب انتظار میں
اے گرد خواب دامن مژگاں سے دور رہ

میں تو اسیر دام بلا ہو چکا ہوس
بہر خدا تو کاکل پیچاں سے دور رہ

تھا جو حیراں میں یہ حیرت کدہ مانی دیکھ
رہ گیا آئینہ حیران میری حیرانی دیکھ

تو جو گذرا در زنداں سے تو کس حسرت سے
رہ گیا دور سے تجھکو ترا زندانی دیکھ

چہچہے اپنے پہ مغرور ہے کیا مرغ چمن
اک ذرا مرغ قفس کی بھی غزلخوانی دیکھ

خوبرو تجھکو بنایا ہے خدا نے اے بت
اپنی تصویر پہ صنع قلم مانی دیکھ

بیوفا سے مرے رکھتا ہے یہ امید وفا
اے ہوس دل کے ذرا تو میری نادانی دیکھ

ردیف ی

جوانی یاد ہمکو اپنی پھر بے اختیار آئی
ہوا دیوانو ہمیں جب گل بہار آئی

ہوا تھا مرگ سے غافل میں کس دن جوش وحشت میں
صبا کیوں لیکے میرے سامنے مشت غبار آئی

دکھائے رنج پیری کے اجل تیرے تغافل نے
تجھے آنا تھا پہلے آہ تو انجام کار آئی

ہمارے توسن عمر رواں کے تیز کرنے کو
شمیم زلف دوش باد صرصر پر سوار آئی

ثریا وقف اے زاہد کوئی بیتے عبادت کا
شب ہجراں ہوئی آخر تو صبح انتظار آئی

نہ کچھ خطرہ خزاں کا ہے نہ احسان بہار اسیر
عدم سے اپنی شاخ آرزو بے برگ و بار آئی

جا ہی دیکھو غفلت نہ سمجھے وائے نادانی
ہمیں دو دن کے بہلانے کو عمر بے مدار آئی

جو ننگ عشق ہیں وہ بوالہوس فریاد کرتے ہیں
لب زخم ہوس سے کب صدا زینہار آئی

تو بیسمر تہم دو تند خو نہ آوے
شرط وفا ہے لب پر شکوہ کبھو نہ آوے

دو چشم سے اس نگہ کی ہیں مست اہل عرفاں
کیونکہ لیکے ساقی جام و سبو نہ آوے

ہر سبزہ کی زباں یہاں معروف العطش ہے
افسوس ابر رحمت گر آج تو نہ آوے

اللہ رے بدمزاجی کرتا ہی عاشقوں سے
وہ گفتگو کہ جس میں الفت کی بو نہ آوے

دکھلاؤں گر ہوس میں رنگ سخن چمن میں
بلبل کو میرے آگے پھر گفتگو نہ آوے

بتایا کھوج برسوں نقش پائے رفتگاں ڈھونڈھے
نہ ہو ممکن پتا جن کا انہیں کوئی کہاں ڈھونڈھے

تلاش اس طرح بزم عیش میں ہے بے نشانوں کی
کوئی کپڑے میں جیسے زخم سوزن کا نشاں ڈھونڈھے

ہم اسکے ذکر ہی سے خوش کیا کرتے ہیں لا پایا
سہارا جیسے تنکے کا غریق نیم جاں ڈھونڈھے

کدھر کو روٹھ کر جاتا رہا عہد شباب اپنا
نہ پایا اُس مسافر کو ہزاروں کارواں ڈھونڈھے

اُٹھانا ہو سبک آدم پہ جب بار امانت کا
کہاں سے پھر کوئی اسکے لیے بار گراں ڈھونڈھے

گرہ سا سو نہیں ڈالی ہے ہوس افراط گریہ نے
نہ آہ ناتواں آئینگی لب تک تو وہاں ڈھونڈھے

دل میں ایک اضطراب باقی ہے
یہ نشان شباب باقی ہے

اُسکی رحمت سے ناامید نہ ہو
ابھی روز حساب باقی ہے

ایک دم کے لیے نہ گھبراؤ
نفس چند خواب باقی ہے

دل کو ہر دم ہوس بقول حضور
پھر وہی اضطراب باقی ہے

ہوئے آج بوڑھے جوانی میں کیا تھے
جب اُٹھے تھے زانو سے ہاتھ آشنا تھے

جہاں کی تو ہر چیز میں ایک مزا تھا
نہ سمجھے کہ کس شے کے ہم مبتلا تھے

نہ کافر سے خلت نہ زاہد سے الفت
ہم اک بزم میں تھے پہ سب سے جدا تھے

نہ تھا میرے جنگل میں آزاد کوئی
بگولے بھی پابند زلف ہوا تھے

مزار غریباں تاسف کی جا ہے
وہ سوئے ہیں پھرتے جو کل جابجا تھے

بنا کر بگاڑا انہیں کیوں جہاں میں
یہ سب حرف کیا سہو کلک قضا تھے

سنے آخری نالے دو چار میں نے
وہی نالے بانگ شکست درا تھے

خدا جانے دنیا میں کسکو تھی راحت
ہوس ہم تو جینے سے اپنے خفا تھے

چھٹ کے ہم شب گلرخوں سے انجمن میں رہ گئے
نکہت گل کی طرح پنہاں چمن میں رہ گئے

ترک چشم یار نے لی تیغ ابرو دوش پر
موئے گیسو کب کے پیچھے بانکپن میں رہ گئے

کام آخر شمع کا بھی جلد کر اے سوز عشق
راکھ ہو کر لاکھ پروانے لگن میں رہ گئے

خوبیٔ قسمت ہے چھوٹے تب قفس سے ہم اسیر
خانۂ گل تیر مردہ باقی جب چمن میں رہ گئے

شام غربت خندہ زن ہے تیرہ بختی پر ہوش
ہم مسافر کے گرد و دن وطن میں رہ گئے

مر گیا غصہ میں حاجت بھی نہ تلوار کی تھی
کیا میری موت بھی قسمت میں تیر یار کی تھی

یاد ایام توانائی و آغاز جنوں
وہ بھی کیا دن تھے کہ طاقت مجھے رفتار کی تھی

گر نہ تھا دل کے تڑپنے کے مزے سے آگاہ
روز خواہش اسے کیوں تازہ گرفتاری کی تھی

کبھی زلف ان کو جو کھولدی تو نمود ہے شب تار کی
جو نقاب منہ کا الٹ دیا تو سحر ہے فصل بہار کی

گل و نسترن میں کہاں وہ بو جو ہے بوئے گیسوئے یار میں
نہ مہک عنبر و عود میں نہ لپٹ ہے مشک تتار کی

کبھی جان اڑ گیا [illegible]
وہ غریب [illegible] یار و دیار کی

[illegible] دشمن کا سبب ہو گیا
انہیں حسرت آنکھوں کی دیکھنی [illegible] شکار کی

نہ شجاعت آئی ہے کام یاں رہائی ہے درد وسیم سے
میری موت مجھکو چھڑائیگی ہے مرے دوستان قدیم سے
وہ جو آنکھیں نیند کی ماتی ہیں کوئی سوئے تو وہ جگاتی ہیں
گل نیم وا کو سکھاتی ہیں کہ تو شکوہ کیجو نسیم سے
شب غم سے کون بچائیگا جو دن انتظار کا آئیگا
کوئی مرگ چھٹ نہ چھڑائیگا مجھے اس بلائے عظیم سے

تو بڑے مزے کا چلے ہیں داغ ہم دل پر لیے
سامنے آئیں نہ حوریں ہاتھ میں ساغر لیے

رنج والم درد [illegible] تقدیر ہیں میری
سیماب شگفتہ ہوا [illegible] میری

ہے حاصل گشت جہاں درد و غم و رنج
ہے مرگ تو [illegible] جاگیر ہیں میری

سنتا ہوں [illegible] نہ کچھ منہ سے بول سکا
خالی ہے جگہ محفل تصویر ہیں میری

پھر جائے اگر [illegible] گردش دل
[illegible] سبھی ہو جاتی ہیں [illegible] میری

گر ایک تری شوخی سے شوخی کو بھی [illegible]
اے فتنۂ بیداری تو سوئے تو خواب [illegible]

گلشن میں بھٹکا وہ گدست [illegible]
آغوش کو تو لغزش ہو سبھی [illegible]

لکھتے ہو عبث یار و اب حال مرا اس کو
یہاں کام ہی آخر ہی جب تک کہ جواب آوے
مجھ سا جو کوئی میکش آوے لب دریا پر
ساغر میں حباب بنکے بوسے مے ناب آوے
ان صومعہ والوں کو خودداری کا دعویٰ ہی
مسجد کی طرف یارب وہ مست شراب آوے
گر تابش خورشید سے وہ چہرہ عرق افشاں ہو
کرنے کے لیے سایہ اس گل پہ سحاب آوے
اس گل کا تصور ہی اور گوشہ تنہائی
اغلب کہ ہوس مجھکو اس رات خواب آوے

زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے
سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے
ہو حکم باغباں تو پئے بلبل اسیر
پژمردہ پھول باغ سے دو چار توڑیے
تصویر یار جی میں ہے لیجا کے مصر میں
یوسف کا مول کچھ سر بازار توڑیے
آزادی میں بھی یہاں تو اسیری ہی جی گیا تھا
زنداں کی کس امید پہ دیوار توڑیے
اسرار عشق مرنے تلک منکشف نہو
مہر سکوت منہ سے نہ زنہار توڑیے
میں نیم جاں رہا تو نزاکت کا تھا قصور
جھنجھلا کے آپ اپنی نہ تلوار توڑیے
سر رشتہ عشق کا ہی جدا اس سے اے ہوس
تسبیح پھینک دیجیے زنار توڑیے

عالم کی زباں او پہ گو قصہ مجنوں ہی
افسانہ رسوائی اپنا بھی تو موزوں ہی
ہر چین بھی دامن کی سر رشتہ مضموں ہی
ہر بند قبا اس کا اک مصرعہ موزوں ہی
بال اسلیے ہیں سر پہ آشفتہ و ژولیدہ
مجنوں کی سیہ بختی گرد سر مجنوں ہی
آشوب دو عالم ہی رونا ترے عاشق کا
ہر قطرہ میں دریا ہی ہر اشک میں جیحوں ہی
لے جلد خبر پیارے ان روزوں ہوس تیرا
مفتون و جگر خستہ دل دادہ و محزوں ہی

نیند بھر کوئی نہ سویا مرے زنداں میں کبھی
صلح اکدم نہوئی دست و گریباں میں کبھی
قیس و فرہاد نہیں ہاے میں کس سے پوچھوں
نیند آتی ہی کسی کو شب ہجراں میں کبھی
باغباں باقی ہی اب بھی کوئی تنکا کہ نہیں
آشیاں ہم نے بنایا تھا گلستاں میں کبھی
چشم اصلاح ہی بعد اپنے زباں دانوں سے
غلطی نکلے ہوس گر مرے دیواں میں کبھی

رونے میں رات ہجر کی ساری گذر گئی
گذری بدی پہ یوں ہی جوانی گذر گئی
جس راہ سے گذر مرے دلدار کا ہوا
سمجھا میں یہ نسیم بہاری گذر گئی

چشمک زنی سے غیر کی یہاں یہ ستم ہوا
گویا کہ اپنے دل سے کٹاری گذر گئی
لیلیٰ نے عیش و ناز میں گو عمر کی بسر
مجنوں کی بھی بذلت و خواری گذر گئی
اتنا جو پر غبار ہے یہ وحشت دل ہوس
یہاں سے مگر کسی کی سواری گذر گئی

ماتھے پہ لگا صندل وہ ہار پہن نکلے
ہم کھینچ وہیں قشقہ زنار پہن نکلے
اللہ رے تری شورش اے فصل جنوں تجھمیں
دیوانوں کی زنجیریں ہشیار پہن نکلے
عاشق کے تئیں اپنی سج اپنی دکھانے کو
ململ کا انگرکھا وہ سو بار پہن نکلے
مرغوب جنوں پائی پوشاک نہ جب کوئی
ہم جامۂ عریانی ناچار پہن نکلے
کیونکر نہ ہوس جاوے صدقے فلک میلی
یلم ہی کا سب گہنا جب یار پہن نکلے

کیا دن تھے جب چھپ چھپ کر تم پاس ہمارے آتے تھے
کانپتے تھے بدنامی کے ڈر سے آنسو پی پی جاتے تھے
ہائے جوانی کیا موسم تھا اب وہ دن یاد آتے ہیں
روٹھتے تھے ہم ہر دم ان سے اور وہ آکے مناتے تھے
ہائے غضب ہے مجھ وحشی کو اسی موسم میں قید کیا
سن جب شور فصل بہاراں مرغ قفس گھبراتے تھے
ذکر کیا میں آپ کا کس سے کس کے آگے نام لیا
دشمن تھے وہ لوگ مرے جو آپ کے تئیں بہکاتے تھے
ہائے وہ پہلے حیا کا عالم کس سے میں اظہار کروں
میں تو حجاب سے آپ تجمل تھا وہ مجھسے شرماتے تھے
اس سے ہوس ملنا مشکل تھا پر وہ ہم سے دور نہ تھے
ان کے تصور ہی سے ہر دم اپنا جی بہلاتے تھے

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے
پہ فراغ الم سے نہ واں بھی ملا وہاں غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے
کبھی دیر میں تھے کسی بت پہ فدا کبھی کعبہ میں کرتے جاکے دعا

ترے کوچے میں بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے
یہی کہتی تھی لیلیٰ پردہ نشیں کہ فراق کی اب اُسے تاب نہیں
ملوں اس سے میں تا مرا قیس حزیں غم ہجر کے درد و الم سے چھٹے
میں ہوا ابھی جو بسمل تیغ جفا وہ لے باقی ہے دل میں ابھی یہ وفا
کہ یقیں ہے لہو مرا جائے حنا جو لگے تو نہ پائے صنم سے چھٹے
نہو بستہ چین کمند و رسن رہی بھاگتا ہی وہ یہ دشت ختن
ترے چشم ہوا اُسے پیچھے سایہ فگن کبھی پائے غزال رم سے چھٹے
نہ کیوں شاکی ہوں بخت سیاہ سے ہم کہ وہ معدن شفقت و لطف و کرم
کرے نالہ شوق جو ہم کو رقم تو سیاہی نہ نوک قلم سے چھٹے
مجھے رہ میں ملے تھے وہ باندھے کمر چلے جاتے تھے باغ کو وقت سحر
انہیں لاتا پکڑ مجھے کس کا تھا ڈر یہ فریب کے قول و قسم سے چھٹے
ہوئے خوف سے گوشہ گزیں عسس گیا سینہ پلنگ فلک کا بہلس
شب ہجر میں یارو بغیر ہوس مرے نالے جو شیر اجم سے چھٹے

تم جو غافل رہے الفت کے گرفتاروں سے
سر پٹک مر گئے زنداں کے دیواروں سے
زینت پائے جنوں اس سے زیادہ کیا ہو
آ ملے سب گل شگفتہ ہیں سینے خاروں سے
منزل ملک عدم ضعف نے طے ہونے نہ دی
قافلے چل بسے ہم پیچھے رہے یاروں سے
خوش قداں مردوں کو ٹھوکر سے جلا دیتے ہیں
حشر برپا ہے انہیں لوگوں کی رفتاروں سے
داغ دل سوز جگر کاوش غم درد فراق
بستر مرتے ہیں عاشق انہیں آزاروں سے
مشعل آتش دل گرچہ نہیں تو بھی ہوس
داغ سینے کے چمکتے ہیں فزوں تاروں سے

کیا کیا نہ رنج ہمہ تیرے بن گزر گئے
اب جلد آ کہیں کہ بہت دن گزر گئے
کسریٰ کے طاق پر یہ لکھا تھا آب زر
اس منزل خراب سے کے ساکن گزر گئے
تھے موسم شباب میں وحشت کے ولولے
اب کیا مزا جنوں کا جو وے دن گزر گئے
دیکھیں جو تیرے چشم کی سحر آفرینیاں
لاکھوں ہی اپنی جان سے کاہن گزر گئے

رخصت کے وقت ہمنے ہوس آہ تو نہ کی
صدمے ہمارے جان پہ لیکن گزر گئے

دامن میں کیا بھر کر یوں لخت جگر ہمنے
یہ باغ محبت کے پاسے ہیں ثمر ہمنے

یاران گزشتہ سے ملتے ہیں کوئی دم کو
اب دو دو شق باندھا ہے اسباب سفر ہمنے

صیاد گیا ہے جب گلشن میں قفس اپنا
سکان چمن پہ کی حسرت سے نظر ہمنے

منظور نہیں ہمکو معشوق کی رسوائی
رونیکی قسم کھائی اے دیدۂ تر ہمنے

سمجھائے سے یاروں کے سمجھے نہ ہوس ہمتو
الفت میں کیا آخر جی کا ہی ضرر ہمنے

کیا فقط قید میں گلشن کا سماں بھول گئے
ہم تو جوں بلبل تصویر فغاں بھول گئے

عہد گل میں جو نہ ... چمن نے دکھلائی بہار
گل فروشونکی خریدار دکان بھول گئے

آخر کار ملا صاف ہی قاصد کو جواب
طاق پر رکھکے مرے خط کو بتاں بھول گئے

سرکشی کرتے ہیں اب ہی جو نہالان چمن
کیا مگر آفت تاراج خزاں بھول گئے

دردو الم نہنے گئے اس نے جو ہم رات ہوس
سیکڑوں حرف خوشامد کے میاں بھول گئے

گر اسکی تیغ ابرو سے ہمارا کام ہو جاوے
تڑپ دل کی مٹے جھگڑا چکے آرام ہو جاوے

نہال قد کو اسکے گر نہ آگے سے بھی جنبش ہو
نسیم نوبہاری مورد الزام ہو جاوے

قفس سے چھوٹنے کی ہی خوشی پر ساتھ یہ ڈر ہے
ہماری ناتوانی پھر نہ ہمکو دام ہو جاوے

سنے گر نغمہ سنجی ... گرفتار محبت کی
قفس پر عندلیب زار نے آرام ہو جاوے

سیہ طالع جو تجھسا میہماں شاد و شاد ہو
تو اسکی طالعونکی صبح روشن شام ہو جاوے

نہ جو سفارشی میری قاصد اس سے تو ملے ہر
میں ڈرتا ہوں کہ ترک نامہ و پیغام ہو جاوے

نسیم صبح ست جا خوابگہ میں اسکی کہتا ہوں
کہیں ایسا نہو تو مفت میں بدنام ہو جاوے

ہوس تب کچھ تو سمجھا ہے وہی یہ سچ ہی قیامت ہو
خیال پختہ مغزان جنوں گر خام ہو جاوے

رنج ملاقات ان کا جسمیں بیان نہووے
ہر گز پسند اپنے وہ داستاں نہووے

سو یا نہ صبح ہوتے وہ مست خواب راحت
گلشن میں عندلیبو شور و فغاں نہووے

میں نغمہ سنج گذروں گر راہ سے چمن کی
تا حشر کوئی بلبل رطب اللساں نہووے

ہو کی جگہ بدن سے ایک دو عیاں ہے
پہلو میں دل کی جاگہ اخگر نہاں نہووے

[illegible] دو جاناں — گر عقل ہو تو تجھ سے بد گماں نہوئے
[illegible] ہاتھ سے — اب کہاں جا کے جئیں صیاد تیرے ہاتھ سے
[illegible] اسیر دام ہیں — دیکھئے کب ہوں رہا صیاد تیرے ہاتھ سے
[illegible] کا کون ہے فریاد رس — کس سے یہ جا کے کرے فریاد تیری ہاتھ سے

ہے ہوا ایسی ہی واں کی عجب اسکا کیا ہے — تیرے کوچے میں اگر مست ہے ہشیار اُٹھے
جس گھڑی ہاتھ میں ساقی نے لیا جام شراب — کیا ہی میخانہ میں میخوار سے میخوار اُٹھے
تیری تصویر جو کل ہاتھ میں تھی مانی کے — مشتری اس سے ہزاروں سر بازار اُٹھے
جیتے جی اس سے بھی ترا طرہ طرار اُٹھے — اُسکی شوخی سے بھلا کیوں نہ دل زار اُٹھے
باغ کے جانے کو وہ کیوں نہ اُڑا دیوے ہوس — ٹھوکر تاک سے جس مست کی دستار اُٹھے

شمع سے فانوس کے جوں نور پیراہن میں ہے — داغ دل سے یہاں چراغ طور پیراہن میں ہے
وہاں لٹا جاتا ہے عطر فتنہ ہر شب وقت خواب — اور یہاں آب دم ساطور پیراہن میں ہے
دیکھ تو لے عاشق لیلی کہ تیرے واسطے — صرف کسکی نرگس مخمور پیراہن میں ہے
کیا کہوں حسن بدن کا اسکے میں با فروغ — صاف تو یہ ہے کہ شمع طور پیراہن میں ہے
اسکو بھی لکھکر سنادے [illegible] جوش — اور جو تجھکو غزل منظور پیراہن میں ہے

یوں نہاں اپنا تن رنجور پیراہن میں ہے — بوئے گل غنچہ کی جوں مستور پیراہن میں ہے
جیسے کپڑوں میں بسا لے اسکے ای یعقوب تو — بوئے یوسف گر تجھے منظور پیراہن میں ہے
صبح کے مانند ہے چاک گریباں سے عیاں — کب ملاحت حسن کی مستور پیراہن میں ہے

مکتوبات امیر مینائی معروف بہ خطوط منشی امیر احمد مع تصویر و شجرۂ عمری امیر و موازنۂ داغ و امیر مرتبہ حضرت ثاقب مدیر قند پارسی علیگڈھ۔ اس مجموعہ کی مولانا شبلی حالی مولوی [illegible] امیر احمد علوی و حسرت موہانی وغیرہ نے بہت کچھ تعریف کی ہے کتاب کے آخر میں ان [illegible] تقریظیں [illegible] دیدہ ہیں کاغذ سفید دبیز لکھائی چھپائی پسندیدہ حجم ۲۵۰ صفحے قیمت علاوہ محصول [illegible]

حیات جاودانی معروف بہ حیات تسلیم کامل ۔ یعنی استاد شیخ امیر اللہ تسلیم لکھنوی کی مکمل سوانح عمری مرتبہ حضرت عرش گیاوی شاگرد تسلیم اس کتاب میں حضرت تسلیم کے واقعات زندگی کے علاوہ انکی شاعری پر ریویو اُن کے ہمعصروں کے دلچسپ حالات اور اون کے بعض مشہور شاگردوں کا بھی مختصر تذکرہ موجود ہے کتاب کے شروع میں مرحوم کی عکسی تصویر اور آخر میں ایک دلچسپ ضمیمہ بھی شامل کردیا گیا ہے۔ کاغذ سفید حجم ۱۰۰ صفحے قیمت مع محصول ڈاک ۸ر۔

اُردوے معلی جلد دہم و یازدہم ۔ یعنی اکتوبر [illegible] سے [illegible] تک کے ۱۵ پرچوں کا نہایت دلچسپ اور قابل دید مجلد مجموعہ قیمت ۴ر

اردوے معلی جلد ۱۱ از جنوری تا دسمبر [illegible] مجلد ۴ر اردوے معلی جلد ۱۲ و ۱۳ از جنوری تا دسمبر [illegible] مجلد ۴ر اردوے معلی جلد ۱۵ از جنوری تا جون [illegible] مجلد ۴ر	انتخاب اُردوے معلی مجلد یعنی [illegible] سے [illegible] تک کی ۱۰ جلدوں کے بہترین مضامین نظم و نثر کا انتخاب قابل دید قیمت [illegible] علاوہ محصول
دیوان [illegible] مرتبہ حسرت موہانی ۸ر مع محصول	دیوان شیفتہ شاگرد مومن ۸ر مع محصول
دیوان جرأت ۱۵ر " " "	دیوان صبا لکھنوی ۸ر علاوہ محصول
دیوان قائم چاندپوری ۴ر " "	دیوان سحر ۸ر " "
دیوان میر سوز ۳ر " "	دیوان مرزا حاتم علی مہر لکھنوی [illegible] " "
دیوان حسرت استاد جرأت ۴ر " "	دیوان مرزا [illegible] شاگرد آتش [illegible] " "
دیوان میر حسن ۵ر " "	دیوان شہرت شاگرد مرزا نسیم ۵ر مع محصول
انتخاب دیوان ظفر دہلوی ۲ر "	دیوان مرزا [illegible] دہلوی شاگرد انور ۲ر " "
تذکرۃ الشعرا جزو اول مشتمل حالات [illegible]	انتخاب دیوان امیر و تمنا و شہیدی ۸ر " "

[illegible] منیجر تذکرۃ الشعرا علیگڈھ